Al-Qalam القلم

p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077

Volume:26, Issue:2, 2021, pp. 195-213

غنائم کی تقسیم میں رسول اکرم ﷺ کا طریقہ کار اور عصری اطلاقات

The Method of the Holy Prophet in the distribution of "Ghan'im" and modern applications

Hafiz Naeem Hafeez
PHD Scholar,
Institute of Islamic Studies, Punjab University,
Lahore, Pakistan

KEYWORDS

TRADITIONS OF THE HOLY PROPHET (PBUH), FINANCIAL SYSTEM, GHANĀ'IM DISTRIBUTION

Date of Publication:
20-11-2021

ABSTRACT

This study aims at analyzing those instances and The Method of the Holy Prophet in the distribution of "Ganā' im" and modern applications. Also, this study will help to devise such policies in light of these financial traditions which will be an addition to the subject and feeble economies of the contemporary world. As well, this study will elaborate on how many narrations are there in the books of Hadīth and Sīrah in the early centuries, from which jurisprudential rulings are derived, and how can the economic system be improved by applying them to contemporary states and financial affairs? Also reviewing the historical evolution determining their types and constitutional requirements, proving the Sirah of the Holy Prophet (PBUH) as a source of legislation in financial laws and presenting the precedent, as well as formulation and expansion of financial laws of modern Islamic states.

تمہید:

نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ ہر پہلو سے اہلِ ایمان کے لیے راہِ مستقیم پر گامزن ہونے کا بہترین ذریعہ ہے، جس سے مالِ غنیمت کے مصارف، خمس کی تقسیم کا طریقہ کار نیز پیادہ و مجاہدین کے حصوں کی تقسیم میں رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔مال غنیمت دراصل ایک اتفاقی آمدنی ہے جو میدان جنگ میں کفار سے بزور قوت حاصل ہوتی ہے۔ غنیمت کے مصارف قرآن کریم کی نص سے ثابت ہیں اور انہیں میں ہی اس کی تقسیم ہو گی۔قرآن کریم میں امم سابقہ کے برعکس مال غنیمت کو رسول اکرم ﷺ اور آپ ؐ کی امت کے لئے بطور خاص حلال قرار دیا۔سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا: **أحل لي المغنم ولم يحل لأحد كان قبلي**[1] غنائم میرے لیے حلال کیے گئے اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کیے گئے. غنیمت کے بارے خدائی تفصیلی ہدایات آنے سے قبل، نبی کریم ﷺ نے بدر کی غنیمت کو تمام میں برابر برابر تقسیم کر دیا تھا[2]۔ لیکن جنگ بدر کے بعد قرآن کے حکم کی تعمیل میں حضور اکرم ﷺ اس کے پانچ حصے کرتے تھے۔اس میں سے چار حصے تو شرکائے جنگ میں تقسیم فرمادیتے تھے اور ایک حصہ بیت المال کے لئے محفوظ رکھا کرتے تھے، جسے اصطلاحاً خمس کہتے ہیں، جس کے حصے اللہ کریم نے قرآن کریم میں متعین کردیے ہیں، جن میں حاکم یا سپہ سالار ردوبدل یا کمی و بیشی نہیں کر سکتے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **واعلموا انما غنمتم من شئ فان لله خمسه وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل**[3] سورہ انفال کی درج بالا آیت کی روشنی میں مال غنیمت کا پانچواں حصہ (خمس) رسول خدا ہونے کی حیثیت سے آپ ؐ کی تحویل میں آتا جسے آپ ؐ مقررہ حصوں میں تقسیم کرتے اور باقی چار حصے مجاہدین اور غازیوں میں تقسیم کر دیے جاتے۔گویا مال غنیمت نبی کریم ﷺ اور آپ ؐ کے اصحاب کے لئے آمدن کا اہم ذریعہ بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے غنائم کے مستحقین کے حصے مقرر کر دیے ہیں، ان حصوں میں اپنی مرضی سے کمی بیشی کرنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ خیبر میں ایک صحابی کا انتقال ہوگیا، رسول اکرم ﷺ نے اِس لیے اُن کا جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا کیونکہ اُنہوں نے مالِ غنیمت میں سے کوئی چیز چھپالی تھی۔ حضرت ابی عمرہ کہتے ہیں کہ انہوں نے زید بن خالد الجہنی ؓ سے سنا کہ ایک مسلمان شخص کا خیبر میں انتقال ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: " تم لوگ اپنے ساتھی کی نماز (جنازہ) پڑھ لو"۔ لوگوں کو اس پر تعجب ہوا اور ان کے چہروں کے رنگ اڑ گئے، آپ ﷺ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو فرمایا: " تمہارے ساتھی نے اللہ کے راستے میں (حاصل شدہ مال غنیمت میں) خیانت کی ہے"[4]۔ واقدی ؒ نے "المغازی" میں اس شخص کا نام "اشجع" بیان کیا ہے[5]۔

مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے کے حصے:

مال غنیمت میں حصے مقرر ہونے کی وجہ سے کسی امیر لشکر یا سربراہ کو مجموعی اموال غنیمت میں سے خمس نکالے بغیر اپنے رفقاء کو کچھ نہیں دینا چاہیے تاہم کچھ حصے ایسے ہیں جو خمس سے پہلے دیے جاتے ہیں۔ جن میں سے "سلب" اور "نفل" کی عطا ہے۔

1۔ قاتل کو سلب کی عطا:

سلب سے مراد مقتول کا چھینا ہوا مال ہے یعنی کوئی شخص کسی مشرک کو تن تنہا قتل کردے تو اس مشرک کا تمام سامان (اسلحہ، گھوڑا وغیرہ) بلا خمس نکالے اسی قاتل کو ملے گا۔ غنیمت کی تقسیم سے پہلے قاتل کو مقتول سے چھینا ہوا مال ،سلب دیا جاسکتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے جو مال کسی کو انفرادی طور پر، غنیمت کے حصے کے علاوہ عطا کیا کرتے تھے اُن میں سے ایک سلب ہے۔ حضرت عوف بن مالکؓ اور خالد بن ولیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ مقتول کا چھینا ہوا مال قاتل کا ہوگا اور آپ ﷺ نے اس چھینے ہوئے مال کو پانچ حصوں میں تقسیم نہیں فرمایا[6]۔ غزوہ حنین کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو قتادہؓ کو مقتول کا سارا مال عطا کیا جس سے انہوں نے ایک باغ خرید لیا[7]۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو سلب کی عطا:

غزوہ بدر میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے سعید بن العاص کو قتل کیا تو نبی کریم ﷺ نے مقتول کا سلب سعد بن ابی وقاصؓ کو عطا کیا۔ سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے معرکہ بدر میں سعید بن العاص کو قتل کیا ،دوسروں کی روایت میں مقتول عاص بن سعید تھا،اور اس کی تلوار لے لی، یہ "ذوالکتیفہ" کہلاتی تھی۔اس کی تلوار لے کر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور اس سے پہلے میرے بھائی عمیر بھی قتل ہو چکے تھے۔ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ تلوار لے جاکر محصل غنیمت کے پاس جمع کرادو"۔ میں واپس ہو گیا،اس وقت ایک تو میرے بھائی کے قتل ہو جانے اور دوسرا مجھ سے مقتول کی چھینی تلوار لیے جانے سے میرے دل کی جو کیفیت تھی وہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ابھی تھوڑی دیر گذری تھی کہ "سورۃ الانفال" نازل ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جاؤ اور اپنی تلوار لے لو[8]

حضرت زبیر بن عوامؓ کو سلب کی عطا:

حضرت زبیرؓ نے غزوہ خیبر کے موقع پر ایک شخص کو قتل کیا تو آپؐ نے مقتول کا سامان جنابِ زبیرؓ کو عطا کر دیا۔ عن عكرمة، قال: بارز الزبير رجلا، فقتله، فنفله رسول الله صلى الله عليه وسلم السلب[9] حضرت عکرمہؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ نے ایک شخص سے مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس مقتول کا سامان انہیں بطور نفل دے دیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے "قریظہ" کے روز مبازرت کے لیے للکارا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قم یازبیر "اے زبیر اٹھو (اور اس کا جواب دو)۔ چنانچہ حضرت زبیرؓ نے اُس شخص کو قتل کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے مقتول کا سامان زبیرؓ کو عطا کر دیا[10]۔ "مصنف ابن ابی شیبہ" کی روایت میں "یوم قریظہ" کی بجائے "یوم الخندق"[11] جبکہ جمہور سیرت نگاروں کے نزدیک "یوم خیبر" کے الفاظ آئے ہیں[12]۔ راجح بات یہی ہے کہ یہ غزوہ خیبر کے موقع پر ہوا اور حضرت زبیرؓ کی مبازرت یاسر کے ساتھ ہوئی، جس میں وہ مارا گیا[13]۔ امام صالحہ نے بھی سبل الہدیٰ میں یہی رائے اختیار کی ہے[14]۔ صاحب السیرۃ الحلبیہ لکھتے ہیں کہ یوم قریظہ کے روز تو مبازرت کی نوبت ہی نہیں آئی تھی[15]۔

حضرت سلمہ بن اکوعؓ کو سلب کی عطا:

حضرت سلمہ بن اکوعؓ غزوہ حنین کے موقع پر ایک آدمی کو قتل کیا تو آپؐ نے اُس کا سامان بھی اُس کے قاتل سلمہ بن اکوعؓ کو عطا کرنے کا حکم دیا جیسا کہ درج ذیل روایت اس پر دلالت کرتی ہے: **عن إياس بن سلمة بن الأكوع، عن أبيه، أنه «غزا هوازن مع رسول الله ﷺ فقتل رجلا فجعل النبي صلى الله عليه وسلم له سلبه أجمع»**[16] حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوازن پر حملہ کیا اور ایک شخص کو قتل کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقتول سے چھینا ہوا سارا مال انھی دے دیا۔

حضرت ابو طلحہؓ کو سلب کی عطا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن اصحاب کو "سلب" عطا فرمایا، اُن میں حضرت ابو طلحہؓ کا نام بھی شامل ہے۔ اکیلے حضرت ابو طلحہؓ نے حنین کے روز بیس یا اکیس افراد کو قتل کیا تو آپؐ نے تمام مقتولین کا سامان ابو طلحہؓ کو عنایت کر دیا۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **من قتل رجلا فله سلبه. قال: فقتل أبو طلحة عشرين رجلا، وأخذ أسلابهم**[17] امام ابن زنجویہؒ کی روایت میں حضرت ابو طلحہ کے ہاتھوں مقتولین کی تعداد 21 بیان ہوئی ہے[18] درست اور راجح مؤقف اہل سیر کا ہے، جس میں مقتولین کی تعداد بیس (20) ہے[19]۔ البتہ بعض اوقات آپؐ نے سلب کی عطا کو امام اور سپہ سالار کی صوابدید پر چھوڑا ہے، اگر وہ سمجھے کہ سلب بہت قیمتی اور مہنگی چیز ہے اور وہ تقسیم نہ کرنا چاہے تو یہ بھی اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ امام ابو داؤد نے اِس پر بایں عنوان " باب في الإمام يمنع القاتل السلب ان رای " باب قائم کیا ہے اور ذیل کی روایت لے کر آئے ہیں۔ حضرت عوف بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک "مددی" نے رومی کو قتل کر دیا اور اُس کا گھوڑا اور ہتھیار لے لیا۔ مسلمانوں کو فتح ملنے کے بعد خالد بن ولیدؓ اُن سے کچھ سامان لے لیا۔ عوفؓ کہتے ہیں: تو میں خالدؓ کے پاس آیا اور میں نے کہا: خالدؓ! کیا تم نہیں جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قاتل کے لیے سلب کا فیصلہ کیا ہے؟ خالدؓ نے کہا: کیوں نہیں، میں جانتا ہوں لیکن میں نے اسے زیادہ سمجھا، تو میں نے کہا: تم یہ سامان اس کو دے دو، ورنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس معاملہ کو ذکر کروں گا، لیکن خالدؓ نے لوٹانے سے انکار کیا۔ عوفؓ کہتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اکٹھا ہوئے تو میں نے آپ سے مددی کا واقعہ اور خالدؓ کی سلوک بیان کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید سے اس بارے استفسار فرمایا تو خالد گویا ہوئے:

> اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے مال کو زیادہ جانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خالد! تم نے جو کچھ لیا تھا واپس لوٹا دو۔ عوفؓ کہتے ہیں میں نے کہا: خالد! کیا میں نے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا نہ کیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ عوفؓ کہتے ہیں: میں نے وہ سارا قصہ آپ کو بتایا۔ عوف کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ ہو گئے، اور فرمایا: خالد! واپس نہ دو، کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ میرے امیروں کو چھوڑ دو کہ وہ جو اچھا کام کریں اس سے تم نفع اٹھاؤ اور بری بات ان پر ڈال دیا کرو[20]۔

اس روایت سے جہاں اطاعت امیر پر زور دیا گیا وہیں اس بات کی گنجائش رکھی گئی کہ سلب کو قاتل سے روکا بھی جا سکتا ہے، تاہم آپؐ کا عمومی تعامل یہی تھا کہ آپؐ سلب اس کے حق دار کو ادا کر دیتے تھے۔

2۔ نفل کا حصہ دینا:

مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے آپ ﷺ جو مال کسی صحابی کو عطا کرتے اُس میں سے "نفل" بھی تھا۔ مقررہ حصہ یا فرض سے زائد کو "نفل" کہتے ہیں، فرض کے علاوہ نماز کو بھی اسی لیے نفل نماز کہا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک [21] "اور رات کی نماز سے تہجد کا اہتمام کیجیے وہ آپ کے لیے نافلہ ہوگی"۔ مال غنیمت میں سے کسی کو اُس کے حق زیادہ کچھ عطا کردینا بھی نفل کہلاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی کہ کوئی لشکر کسی معرکہ کے لیے جائے، ان میں سے ایک چھوٹا گروہ دائیں بائیں کی خبر لانے کے لیے بھیج دیا جائے، وہاں ان کا دشمن کی جماعت سے مقابلہ ہونے کے بعد جو مال ہاتھ آئے، اس میں سے خمس نکال کر باقی میں سے اِس قافلہ کے شریک افراد کو نفل دینا درست عمل ہے اور پھر باقی غنیمت کو متعین حصوں کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ سیرت طیبہ سے اس کی متعدد نظیریں ملتی ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک سریہ کی جانب بھیجا، ہمیں بہت سے اونٹ ملے، ایک ایک اونٹ ہم میں سے ہر شخص کو بطور انعام دیا گیا، پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ نے ہمارے غنیمت کے مال کو ہم میں تقسیم کیا، تو ہر ایک کو ہم میں سے خمس کے بعد بارہ بارہ اونٹ ملے، اور وہ اونٹ جو ہمارے سردار نے دیا تھا آپ ﷺ نے اس کو حساب میں شمار نہ کیا اور نہ ہی آپ نے اس سردار کے عمل پر طعن کیا [22] دوسری روایت کے الفاظ ہیں: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ نجد کی جانب بھیجا، جس میں عبد اللہ بن عمر بھی تھے، انہیں اپنے حصے کے بارہ اونٹ ملے، اور ایک، ایک اونٹ ہم میں سے ہر شخص کو بطور نفل (انعام) دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس عمل کو تبدیل نہ فرمایا [23] علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں کہ امیرِ لشکر کو نبی کریم ﷺ نے اپنا "نائب" بنا کر بھیجا تھا، اس لیے امیر نے حقِ خاص استعمال کرتے ہوئے آپؐ کے پاس آنے سے قبل ہی مجاہدین صحابہ میں "نفل" کا حصہ تقسیم کردیا تھا [24]۔ امام ابو عبید، ابن زنجویہ اور سنن ابی داؤد کی ایک روایت میں تصریح ہے کہ آپ ﷺ نے خود اُن کو نفل میں سے ایک ایک اونٹ عطا کیا تھا [25]۔ راقم اسی مؤخر الذکر روایت کو راجح خیال کرتا ہے، اس لیے کہ سنن ابی داؤد کی روایت، جس کی دوسری بہت ساری روایات سے تائید ہوتی ہے، صحت کے اعتبار سے درست ہے اور صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف نہیں کرتے تھے [26]۔ گویا مجاہدین کو محاذ کو فتح اور دشمن کو شکست سے دوچار کرنے پر اضافی "نفل" عطا کرنا نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ سے ثابت ہے۔

مالِ غنیمت کی تقسیم:

اللہ عز وجل نے مالِ غنیمت کو پانچ حصوں میں کرکے تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔ غنیمت کے مال سے خُمس کا حصہ نکال کر باقی چار حصے لڑائی کرنے والے مجاہدین کے درمیان اس طرح تقسیم کیے جائیں گے کہ گھڑ سوار کو تین حصے اور پیدل کو ایک حصہ دیا جائے گا، یہ مال مسلمان لشکر اور فوج کے لیے حلال اور پاکیزہ ہے۔ غزوہ بدر میں آپ ﷺ نے پانچ حصے کیے بغیر تقسیم فرمادیا اور بعد میں پانچ حصوں کا حکم نازل ہوا۔

سیرتِ طیبہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ امام کو غنائم کی تقسیم فوری کردینی چاہیے اور اس میں کسی خاص مصلحت کے بغیر تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ کا اسوہ یہی ہے کہ آپ اس میں تاخیر نہیں فرماتے تھے البتہ ملک کے

ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لیے(نوائب) [27] یا اور کچھ ضروریات کے لیے بچا کر رکھا جا سکتا ہے، جیسے نبی کریم ﷺ نے وفود کے لیے کچھ حصے بچا کر رکھے تھے [28]۔ لیکن عام حالات میں غنائم کو تقسیم کر دینا ہی آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے ثابت ہے۔ حضرت عمرو بن شعیب کہتے ہیں کہ :

> جب رسول اللہ ﷺ نے "عقبۃ الاریک" میں نزول فرمایا تو مسلمان مال غنیمت میں سے اپنے اپنے حصے مانگتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس اس طرح سمٹ کر جمع ہو گئے کہ انہوں نے آپ کی سواری کو رستہ سے ہٹا دیا حتی کہ آپ کی چادر کیکر میں الجھ گئی اور آپ ﷺ کی پشت میں خراش آگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری چادر مجھے دے دو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم لوگ مجھے نہ تو حق کا مخالف پاؤ گے نہ بخیل اور نہ بزدل۔ اگر تمہاری غنیمتوں میں اس کثرت سے اونٹ ہوں جیسے تہامہ میں کیکر کے درخت ہیں تب بھی میں وہ سب تمہارے درمیان تقسیم کر دوں گا اور میرے لیے اس میں سے صرف خمس ہی ہو گا اور وہ خمس بھی میں تمہیں ہی واپس لوٹا دوں گا [29]۔

صحیح بخاری اور المغازی کے الفاظ اس طرح سے آئے ہیں: **لو كان لي عد هذه العضاه نعما لقسمته بينكم** [30] اگر میرے پاس درخت کے کانٹوں جتنے بھی اونٹ بکریاں ہوتیں تو میں تم میں تقسیم کر دیتا

نبی کریم ﷺ نے غنائم بدر کو مدینہ آنے کے بعد تقسیم کیا، حنین کے غنائم کو طائف سے واپسی پر جعرانہ میں تقسیم کیا اور خیبر کے غنائم کو خیبر ہی میں تقسیم کیا تھا [31]۔ حضرت سلمہ بن اکوع ؓ نے یہ روایت بیان کرتے ہیں : ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حنین کی جنگ لڑی، جب ہمارا دشمن سے سامنا ہوا اور وہ ہر طرف سے رسول اللہ ﷺ پر حملہ آور ہوئے تو آپ ﷺ نے زمین سے مٹی کی ایک مٹھی لی، پھر اسے سامنے کی طرف سے ان کے چہروں پر پھینکا اور فرمایا: چہرے بگڑ گئے۔ اللہ نے ان میں سے کسی انسان کو پیدا نہیں کیا تھا مگر اس ایک مٹھی سے اس کی آنکھیں بھر دیں، سو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے، اللہ نے اسی (ایک مٹھی خاک) سے انہیں شکست دی اور (بعد ازاں) رسول اللہ ﷺ نے ان کے اموالِ غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کیے [32] نبی کریم ﷺ کے مٹی کی مٹھی لینے کے بارے اور اس آیت کے نزول کے بارے میں اہل سیر و مفسرین کی آراء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام مسلم ؒ، ابن کثیر ؒ، قسطلانی ؒ، اور ابن سید الناس ؒ کے نزدیک آپ ﷺ نے خود خچر سے نیچے اتر کر مٹی اٹھا کر پھینکی اور شاہت الوجوہ فرمایا۔ [33]۔ علامہ واقدی اور ابن سعد کے نزدیک آپ ﷺ کو سیدنا عباس ؓ نے کنکریاں پکڑائیں [34]۔ علامہ صالح ؒ سبل الھدی میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی ؓ کو کنکریاں پکڑانے کا حکم دیا [35]۔ راجح رائے جمہور ائمہ حدیث و اھل المغازی کی ہے کہ جب سب لوگ بنو ہوازن کے حملے کی وجہ سے بکھر گئے تو آپ ﷺ خود اترے اور زمین سے کنکریاں اٹھائیں اور دشمن کی طرف پھینک دیں۔

غنائم میں سے خمس:

نبی کریم ﷺ مال غنیمت میں پانچواں حصہ (خمس) الگ کر کے باقی چار حصے شرکائے جنگ یعنی مجاہدین اور فوجیوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ "خمس" کے حصوں میں سے اللہ کا حصہ، نبی کریم ﷺ کا حصہ، آپ ﷺ کے عزیز و اقارب کا حصہ، یتامیٰ، مساکین اور مسافروں کا حصہ ادا کیا جاتا تھا۔ اِسی کی صراحت اللہ کریم نے سورۃ الانفال

میں فرمائی ہے:واعلموا انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتمی والمسکین وابن السبیل[36] حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مال غنیمت کے پانچ برابر حصے کیے جاتے تھے،ان میں سے چار حصے تو لشکر میں شریک لوگوں کے ہوتے جن کے لڑنے کی وجہ سے وہ غنیمت ملتی اور باقی ایک خمس چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ان میں سے ایک چوتھائی حصہ اللہ تعالیٰ ورسول ﷺ اور قرابتداروں کا ہوتا۔۔قرابتداروں سے مراد رسول اللہ ﷺ کے اقرباء۔۔تو اس میں سے جو ربع اللہ تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ کا ہوتا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے قرابتداروں کا ہوتا،رسول اللہ ﷺ خود خمس میں سے کچھ نہ لیتے تھے۔دوسرا ربع حصہ یتیموں کا،تیسرا ربع حصہ مساکین کا اور چوتھا ربع حصہ ابن سبیل کا ہوتا اور اس سے مراد ہے وہ فقیر مہمان جو مسلمانوں میں اترتا[37]۔

اللہ تعالیٰ کا حصہ:

قرآنِ کریم میں مالِ غنیمت کے خمس میں سے پہلا متعین اور مقرر کردہ حصہ اللہ کریم کا بیان ہوا ہے۔اللہ کریم کا حصہ اُس کے گھر یعنی بیت اللہ کے لیے خاص ہوتا اور وہ کسی اور مصرف میں خرچ نہیں ہوتا تھا۔حضرت ابو العالیہ فرماتے ہیں:كان رسول الله ﷺ يؤتى بالغنيمة فيضرب بيده، فما وقع فيها من شيء جعله للكعبة، وهو سهم بيت الله عزوجل ثم يقسم ما بقي على خمسة، فيكون للنبي صلى الله عليه وسلم سهم، ولذي القربى سهم، ولليتامى سهم، وللمساكين سهم، ولابن السبيل سهم، قال: والذي جعله للكعبة هو السهم الذي لله[38] رسول اللہ ﷺ کے پاس جب غنیمت لائی جاتی تو آپ ﷺ اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر بھر لیتے اور جو کچھ آپ ﷺ کے ہاتھ میں آتا وہ کعبہ کے نام کردیتے،یہ کعبہ کا حصہ ہوتا۔پھر باقی مال پانچ حصوں میں تقسیم فرماتے تھے۔ایک حصہ رسول اللہ ﷺ کا،قرابتداروں کے لیے ایک حصہ،یتیموں کے لیے ایک حصہ،مساکین کے لیے ایک حصہ اور ابن سبیل کے لیے ایک حصہ ہوتا۔جو حصہ آپ ﷺ کعبہ کے لیے نکالتے تھے وہی اللہ کا حصہ ہوتا

نبی کریم ﷺ کا حصہ:

خمس کے حصوں میں سے ایک حصہ رسول کریم ﷺ کا رکھا گیا ہے۔آپ ﷺ اُس حصے کو بھی عام طور پر صحابہ کرام میں تقسیم کردیا کرتے تھے۔حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی جب حنین سے واپسی ہوئی۔۔۔لوگ آپ سے مال کا سوال کرنے لگے،مجبوراً آپ کی اونٹنی کو ایک کے درخت سے لگتے ہوئے گزرنا پڑا،آپ ﷺ کی چادر اس میں الجھ گئی،تو آپ ﷺ نے فرمایا:ردوا علي ردائي أتخافون علي البخل؟ والله لو أفاء الله عليكم مثل سمر تهامة نعما لقسمته بينكم، ثم لا تجدوني بخيلا، ولا جبانا ولا كذابا» فلما كان عند قسم الخمس، قام إليه رجل يستحله مخيطا أو خيطا فقال: «ردوا الخيط والمخيط، فإن الغلول عار ونار وشنار على أهله» ثم رفع وبرة من ذروة بعير فقال: «ما لي مما أفاء الله عليكم ولا مثل هذه، إلا الخمس والخمس مردود عليكم[39] میری چادر مجھے دے دو،کیا تم میرے بارے بخیلی سے ڈرتے ہو؟ اگر میرے پاس ان کیکر کے درختوں

کے برابر بھی اونٹ یا مویشی ہوتے تو میں وہ بھی تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا اور تم دیکھ لیتے کہ ۔۔ایک اونٹ کے پہلو سے اون کا ایک بال لیا اور فرمایا: "اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تمہیں عطا فرمایا ہے، اس میں سے میرے لیے خمس کے علاوہ اتنا بھی جائز نہیں اور خمس بھی پھر تم پر ہی لوٹا دیا جاتا ہے۔مذکورہ بالا روایت میں نبی کریم ﷺ کا خمس میں حصہ واضح ہو رہا ہے۔آپؐ اپنا حصہ بھی دوسروں کو عطا کر دیتے اور غنائم کو کس قدر جلدی تقسیم کرتے ؟آپؐ کا یہ اسوہ بھی معلوم ہو رہا ہے۔رسول اکرم ﷺ کی سخاوت و فیاضی کی مثال تیز آندھی سے دی گئی ہے۔آپؐ کے پاس اگر صبح مال آتا تو دوپہر نہیں گذارتے تھے اور اگر بعد از دوپہر مال آتا تو رات نہیں گذارتے تھے مگر اس سے پہلے ہی صدقہ کر دیتے[40]۔

قرابتداروں (بنوہاشم) کا حصہ:

خمس میں سے نبی اکرم ﷺ کے حصے کے ساتھ آپؐ کے قرابتداروں کا حصہ بھی رکھا گیا اور نبی کریم ﷺ قرابت داروں کا حصہ بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم فرمایا کرتے تھے۔حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرابتداروں کا حصہ بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم کیا تھا۔صحیح بخاری میں صراحت ہے کہ غزوہ خیبر کے غنائم کے خمس میں سے نبی کریم ﷺ نے جب "ذوی القربیٰ" کا حصہ عطا کیا تو حضرت عثمانؓ اور جبیرؓ یہ دونوں ہستیاں آپؐ کے پاس آئیں کہ آپؐ نے بنو ہاشم اور بنو المطلب کو خمس کا حصہ عطا کیا ہے اور ہمیں محروم کر دیا ہے۔تو آپؐ نے فرمایا: "انہوں نے مجھے نہ زمانہ جاہلیت میں چھوڑا نہ اسلام میں، بنو ہاشم اور بنو المطلب ایک ہی چیز ہیں"[41]۔حضرت جبیر بن مطعمؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ذی القربیٰ (رشتہ داروں) کا حصہ بنی ہاشم و بنی المطلب میں تقسیم فرمایا تو میں اور عثمانؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں نے کہا: "یا رسول اللہ ﷺ! جہاں تک بنو ہاشم کا تعلق ہے، ان کے فضل و برتری کا انکار نہیں کیا جا سکتا اس لیے کہ آپ کی وجہ سے انہیں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص مقام عطا فرمایا ہے۔لیکن یہ فرمایئے کہ بنی المطلب میں کون سی خصوصیت ہے کہ آپ نے ان کو تو دیا اور ہمیں محروم کر دیا؟ حالانکہ آپ کی رشتہ داری کے اعتبار سے ہم اور وہ ایک حیثیت رکھتے ہیں"۔آپ ﷺ نے فرمایا: "انہوں نے مجھے یا ہمیں نہ زمانہ جاہلیت میں چھوڑا نہ اسلام میں، بنو ہاشم اور بنو المطلب ایک ہی چیز ہیں اور آپ ﷺ نے انگلیوں کو داخل کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا[42]۔رسول اللہ ﷺ نے بنو ہاشم کے افراد کو صدقات کا عامل مقرر نہیں کیا، البتہ خمس میں سے ان کی شادیوں کے لئے خرچ دینے کا حکم فرمایا۔اہل بیت کے لئے صدقات وزکوٰۃ کو حرام کیا گیا مگر خمس میں اُن کا ایک حصہ نبی کریم ﷺ کی رشتہ داری کے سبب رکھ دیا۔رسول اللہ ﷺ اس حصہ کو بنو ہاشم اور بنو مطلب میں حسب مصلحت خرچ فرمایا کرتے تھے۔

مقررہ حصہ سے زیادہ عطا کرنے میں نبی کریم ﷺ کا حقِ خاص (صفی):

نبی کریم ﷺ مال غنیمت کا خمس نکال کر باقی چار حصے مجاہدین اور فوجیوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔آپؐ کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مصارف میں کسی کو کمی یا زیادتی کرنے کا حق نہیں ہے۔خود رسالت مآب ﷺ بھی ان حصوں میں رد و بدل نہیں فرماتے تھے۔امام ابن زنجویہؒ نقل کرتے ہیں: **عن عبد الله بن شقيق، عن رجل من بلقين أنه أتى النبي ﷺ بوادي القرى وهو يعرض فرسا قال: قلت: يا رسول الله، من**

هؤلاء الذين تقاتل؟ قال: هؤلاء المغضوب عليهم وهؤلاء النصارى الضالون قال: قلت: فما تقول في الغنيمة؟ قال: لله خمسها، وأربع أخماسها للجيش؟ قال: فقلت: فهل أحد أحق بها من أحد؟ قال: لا، ولا السهم تستخرجه من جنبك، فلست بأحق به من أخيك المسلم[43]عبداللہ بن شقیق بلقین کے آدمی سے روایت کرتے ہیں، جو نبی کریم ﷺ کے پاس وادی قریٰ میں آئے اور آپ ﷺ تکیہ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔اس شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ کون ہیں جن سے آپ لڑائی کررہے ہیں ؟آپ نے فرمایا: "یہ المغضوب علیھم (یہود) ہیں اور یہ نصاریٰ (الضالون) ہیں"۔راوی کہتا ہے کہ میں نے پھر پوچھا: "غنیمتوں میں کیا کچھ ہے؟"آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے لیے پانچواں حصہ اور لشکر کے لیے چار حصے"، میں نے کہا :"کیا کوئی ایک دوسرے زیادہ حق دار ہوسکتا ہے؟"تو آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، اگر تمہارے پہلو میں کوئی تیر آکر لگے اور تم اسے نکال لو تب بھی تم اپنے مسلمان بھائی سے اس تیر کے زیادہ مستحق نہ بنوگے۔

غنائم کی تقسیم نصِ قرآنی اور سیرت طیبہ سے ملنے والی رہنمائی کی روشنی میں کی جائے گی، جس کے مطابق غنائم کے حصے مقرر ہیں۔جہاں تک نبی کریم ﷺ کا کچھ صحابہ کو طے شدہ حصہ سے زیادہ عطا کرنے کا معاملہ ہے تو وہ آپ ﷺ کا ذاتی امتیاز ہے، جو آپؐ کے بعد کسی اور کو حاصل نہیں ہوسکتا۔غنائم کی تقسیم سے پہلے نبی کریم ﷺ بعض لوگوں کو عطا کرتے تھے جو دیگر خصائصِ نبوی کی طرح رسول اللہ ﷺ کی خصوصی حیثیت اور امتیاز ہے[44] جیسے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین سے حاصل شدہ غنیمتیں تقسیم فرمائیں تو اقرع بن حابس کو سو اونٹ اور عیینہ بن حصن کو سو اونٹ دیے[45]۔بنو نضیر کے کھیتوں اور باغات کی جب تقسیم ہوئی تو انصار کے صرف دو افراد سماک بن خرشہ (حضرت ابو دجانہ) اور سہل بن حنیف کو غریب ہونے کی وجہ سے اس مال غنیمت یا فئے میں سے حصہ ملا تھا کیونکہ وہ اپنے باغات نہیں رکھتے تھے باقی سب کا سب مہاجرین میں ہی تقسیم ہوا تھا[46]۔اسی طرح آپؐ نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ کو سوار کا حصہ عطا فرمایا حالانکہ وہ پیادہ تھے: **حدثني عبد الرحمن بن مهدي، عن عكرمة بن عمار، عن إياس بن سلمة بن الأكوع، عن أبيه سلمة بن الأكوع: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أعطاه سهم الفارس والراجل، وهو على رجليه، وكان استنقذ لقاح رسول الله ﷺ، وقال: خير فرساننا أبو قتادة، وخير رجالتنا سلمة**[47]حضرت سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں سوار کا حصہ بھی دیا اور پیادہ کا بھی، حالانکہ وہ پیادہ تھے۔انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی اونٹنیوں کو دشمن کے ہاتھوں سے نکال لیا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا: "ہمارے سواروں میں سب سے بہتر ابو قتادہ اور ہمارے پیادوں میں سب سے بہتر سلمہ ہیں۔جب مشرکین مدینہ کے اونٹوں کو لوٹ کر لے گئے تو ابو قتادہ نے تعاقب کرکے ان کے سردار "مسعدہ" کو قتل کردیا اور ان کا سلب خود لے لیا۔دوسری طرف سلمہ بن الاکوع نے تیزی سے پہاڑ کے ایک کنارہ پر پہنچ کر پتھراؤ کرنا شروع کردیا جس سے مشرکین آگے نہ بڑھ سکے اور پیچھے سے رسول اللہ ﷺ کے سوار دستہ نے انہیں آن لیا"[48]۔سیدنا سلمہ نے دشمن

کی قید سے جو اونٹنیاں آزاد کرائیں اُن کی تعداد امام ابن قیم نے 20 بیان کی ہے[49] اور علامہ اسحاق نے 10 اونٹنیاں بتائی ہیں[50]۔

غنیمت میں سے لشکر کے شرکاء کے حصے:

رسول اکرم ﷺ کل مال غنیمت میں سے خُمس کے علاوہ مال میں معرکہ یا لڑائی میں شریک تمام پیادہ (پیدل) افراد کو ایک ایک حصہ اور سوار کو تین حصے عطا کیا کرتے تھے۔ خیبر کی زمین کو چھتیس سہام پر تقسیم کیا گیا اور ہر ایک سہام میں سو، سو کا حصہ مقرر کیا گیا، اس سے میں سے اٹھارہ سہام مسلمان شرکاء کے لیے اور باقی اٹھارہ "نوائب" یا آنے وفود کے لیے رکھے گئے۔ غزوہ خیبر میں مجاہدین صحابہ کی تعداد 1400 تھی، چودہ حصے ان مجاہدین کو عنایت کیے گئے اور دو سو گھوڑے تھے، چار حصے ان کے لیے عنایت کیے گئے۔ امام ابو عبیدؒ روایت لے کے آئے ہیں:

عن بشير بن يسار، أنه سمع نفرا، من أصحاب رسول الله ﷺ قالوا: " إن رسول الله صلى الله عليه وسلم حين ظهر على خيبر، قسمها رسول الله ﷺ على ستة وثلاثين سهما، جمع كل سهم مائة سهم، وكان النصف سهاما للمسلمين، وسهم رسول الله صلى الله عليه وسلم، وعزل النصف لما ينوبه من الأمور النوائب[51]

بشیر بن یسار اصحاب رسول سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اکرم ﷺ نے جب خیبر پر غلبہ حاصل کر لیا تو اس کے غنائم کو چھتیس حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصہ سو حصوں پر مشتمل تھا۔ ان میں سے نصف حصے مسلمانوں اور رسول اللہ ﷺ کے لیے اور باقی نصف حصے ہنگامی حالات کے لیے الگ کر لیے گئے

سنن ابی داؤد میں حضرت بشیر بن یسارؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر کی زمین کو چھتیس سہام پر تقسیم کیا اور ایک ایک سہام میں سو، سو کا حصہ مقرر کیا پھر اس سے اٹھارہ سہام کو علیحدہ کر دیا، نصف مسلمانوں کی ضرورت کے لیے اور نصف وفود کے لیے[52]۔

پیادہ اور سوار کے حصے:

نبی کریم ﷺ پیادہ (پیدل) مجاہد کو ایک حصہ اور سوار مجاہد کو تین حصے (ایک مجاہد اور دو اُس کی سواری کے) عطا کیا کرتے تھے۔ البتہ سوار مجاہد کو کل دو حصے (ایک مجاہد کا ذاتی اور ایک اُس کی سواری کا) عطا کرنے کی روایات بھی موجود ہیں۔ امام ابو یوسفؒ نے غزوہ بدر کے غنائم کی تقسیم کے بارے جو روایت بیان کی ہے اس میں پیادہ کو دو حصے ملے (یعنی ایک فوجی کے طور پر اور ایک اُس کی سواری کا)۔ دوسری روایت غزوہ حنین کے غنائم کی تقسیم بارے بیان کی ہے، جس میں پیادہ کو تین حصے ملے (ایک اُس کا ذاتی اور دو حصے گھوڑے کے)۔ غزوہ خیبر میں بھی مجاہدین صحابہ کی تعداد 1400 تھی، 18 حصوں میں چودہ حصے ان مجاہدین کو عنایت کیے گئے اور دو سو گھوڑے تھے، بقیہ چار حصے اُن کے لیے عنایت کیے گئے۔ امام ابو یوسفؒ نے پیادہ کو دو حصے دینے کے بارے ذیل کی روایت بیان کی ہے: **عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما ان رسول الله ﷺ قسم غنائم بدر: للفارس سهمان، وللراجل سهم**[53] حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ: "رسول اللہ ﷺ نے بدر کے مال

غنیمت کی تقسیم میں گھڑ سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ عطا فرمایا۔ پیادہ کو تین حصے عطا کرنے پر درج ذیل روایت دلالت کرتی ہے: حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ: "میں اور میرے بھائی نے غزوہ حنین میں شرکت کی، ہمارے ساتھ دو گھوڑے بھی تھے، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چھ حصے دیے، چار ہمارے گھوڑوں کے لیے اور دو ہمارے لیے، ہم نے حنین میں ان چھ حصوں کو دو نوجوان اونٹوں کے بدلے فروخت کر دیا۔[54] جوامع السیرۃ میں مرقوم ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے بنو قریظہ میں سوار کے تین حصے مقرر کیے اور پیادہ کا ایک، مسلمانوں کے حصے میں چھتیس گھوڑے آئے اور حضرت ریحانہ نبی کریم ﷺ کی ملکیت میں آئیں۔[55] مسلمانوں میں سوار مجاہدین کے حصوں کی تقسیم کیسے ہوئی؟ اس میں متعدد روایات ملتی ہیں۔ گھوڑے اور سوار کے حصے میں جمہور محدثین اور فقہاء کا اختلاف ہے امام ابو حنیفہؒ، سیدنا علیؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ کا مؤقف ہے کہ سوار کے دو حصے ہیں، ایک اس کا اپنا اور دوسرا گھوڑے کا، جبکہ امام اوزاعیؒ، لیثؒ اور مجاھدؒ کا قول ہے کہ سوار کے تین حصے ہیں دو اس کے گھوڑے کے اور ایک حصہ سوار کا۔ صحیحین اور سنن دار قطنی میں وضاحت موجود ہے کہ فارس یعنی شہید سوار کے تین حصے ہیں، ایک سوار کا اور دو گھوڑے کے، گویا فارس کے تین حصے ہیں، علامہ نوویؒ نے اس بحث کو ذکر کیا ہے[56]۔ امام ابو حنیفہؒ کا استدلال مجمع بن حارثہ کی روایت ہے جو کہ سنن ابی داؤد میں ہے کہ خیبر اہل حدیبیہ پر تقسیم کیا گیا، آپ ﷺ نے غنائم کے 18 حصے کیے، لشکر کی تعداد 1500 تھی، ان میں 300 شہ سوار تھے، پس آپ نے دو حصے فارس کو ایک حصہ پیدل کو دیا[57]، علامہ ابن سعد نے بھی یہی مؤقف اختیار کیا ہے[58]۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ فارس کے دو حصے ہیں۔ لیکن صحیحین کی روایت اس کے مخالف ہے، سیدنا ابن عمرؓ فرماتے ہیں: **أن رسول الله ﷺ أسهم للفارس ثلاثة اسهم:سهم له وسهمان لفرسه**۔[59] رسول اللہ ﷺ نے شہ سوار کو تین حصے دیے، ایک اس کا اور دو گھوڑے کے۔ مجمع بن حارثہ کی مذکورہ روایت میں تین باتیں صحیحین کی حدیث کے مخالف ہیں۔ اول گھوڑے کا حصہ ایک، دوم لشکر کی تعداد 1500 نہ کہ 1400، سوم گھوڑے تین سو تھے۔ امام ابن قیم اس پر فرماتے ہیں: اس میں راجح بات یہی ہے کہ فارس کے تین حصے ہیں، ایک اس کا اپنا اور دو اس کے گھوڑے کے، نیز لشکر کی تعداد 1400 سو تھی نہ کہ 1500 اور یہی مؤقف صحیح ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ نیز مجمع بن حارثہ کی حدیث پر امام شافعیؒ نقد فرماتے ہیں کہ مجمع بن حارثہ کا حال معلوم نہیں ہے نیز علامہ شعیب الاوناؤط نے بھی اس حدیث کو ضعیف کہا ہے[60] امام ابو داؤدؒ "سنن" میں فرماتے ہیں:

حديث أبى معاوية أصح والعمل عليه وأرى الوهم فى حديث مجمع بن حارثه أنه قال ثلاث ماءة فارس،وانما كانوا مئتين فارس[61]

ابو معاویہ کی حدیث جس میں فارس کے حصے تین ہیں اور شہ سواروں کی تعداد 200 سو ہے، وہ زیادہ صحیح حدیث ہے بہ نسبت حدیث مجمع بن حارثہ کے اور عمل بھی حدیث معاویہؓ پر ہے۔ مجمع کی حدیث میں گھڑ سواروں کی تعداد 300 یہ وہم ہے، جبکہ گھڑ سواروں کی تعداد تو 200 تھی۔

غنیمت میں غلاموں کا حصہ:

مال غنیمت میں سے غلاموں کا حصہ مقرر تو نہیں ہے البتہ نبی کریم ﷺ نے غلاموں کو ویسے کچھ سامان عطا کر دیتے جیسے حضرت عمیرؓ کو غنائم خیبر میں سے عطا فرمایا۔امام ابن زنجویہؒ مرقوم ہیں: أنا أبو نعيم، ثنا هشام بن سعد، عن محمد بن زيد بن مهاجر، عن عمير، مولى ابن آبي اللحم أو آبي اللحم قال: جئت إلى النبي صلى الله عليه وسلم بخيبر، وعنده الغنائم، وأنا عبد مملوك , فقلت: يا رسول الله أعطني، قال: «تقلد هذا السيف» فتقلدت السيف فوقع في الأرض، فأعطاني من خرثي المتاع[62] آبی اللحم غفاری کے آزاد کردہ غلام حضرت عمیرؓ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر میں آیا اور آپ ﷺ کے پاس غنائم تھے اور میں اس وقت غلام تھا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے بھی (مال غنیمت میں سے) عطا کر دیجیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تلوار لو اور اسے باندھ لو، اس کے علاوہ آپ ﷺ نے مجھے کچھ معمولی سامان عطا فرمایا۔امام ابویوسف اور ابو عبیدؒ[63] کی روایت سے صراحت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عمیرؓ کو سامان اُن کی شرکت کے سبب دیا تھا۔ذیل کی روایت سے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے: حضرت عمیرؓ جو آبی اللحم غفاری کے آزاد کردہ غلام ہیں، کہتے ہیں: میں معرکہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور میں اس وقت غلام تھا۔پس جب آپ ﷺ نے خیبر فتح کر لیا تو مجھے ایک تلوار دی اور فرمایا: اسے باندھ لو، اور بھی مجھے کچھ معمولی سامان عطا فرمایا اور میرا حصہ مقرر نہیں فرمایا۔[64]

خلاصہ بحث:

رسول اکرمؐ کی سیرت انسانیت کے لیے بہترین نمونہ ہے۔دشمن سے لڑائی کی صورت میں، اُس سے ملنے والے مال غنیمت کی تقسیم میں نبی کریم ﷺ کا طریقہ کار کیا رہا؟ اِس مقالہ میں بیان کر دیا گیا ہے، جس کا خلاصہ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔مال غنیمت کے حصے نصِ قرآنی سے مقرر ہونے کی وجہ سے کسی امیر لشکر یا سربراہ کو مجموعی اموال غنیمت میں سے خمس نکالے بغیر اپنے رفقاء کو کچھ نہیں دینا چاہیے تاہم کچھ حصے ایسے ہیں جو خمس سے پہلے دیے جاتے ہیں۔جن میں سے "سلب" اور "نفل" کی عطا ہے۔1۔نبی کریم ﷺ نے بہت سارے صحابہ مثلاً حضرت ابو قتادہؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سلمہ بن اکوعؓ اور حضرت ابو طلحہؓ کو "خمس" سے پہلے "سلب" عطا کیا۔البتہ بعض اوقات آپؐ نے سلب کی عطا کو امام اور سپہ سالار کی صوابدید پر چھوڑا ہے، اگر وہ سمجھے کہ سلب بہت قیمتی اور مہنگی چیز ہے اور وہ تقسیم نہ کرنا چاہے تو یہ بھی اسوہ رسول ﷺ سے ثابت ہے۔2۔سیرت طیبہ سے مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے "نفل" کی عطا کا جواز بھی ملتا ہے۔مقررہ حصہ یا فرض سے زائد کو "نفل" کہتے ہیں۔حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک سریہ کی جانب بھیجا، ہمیں بہت سے اونٹ ملے، ایک ایک اونٹ ہم میں سے ہر شخص کو بطور انعام دیا گیا۔ سلب اور نفل کی عطا کے بعد "خمس" کے حصوں میں سے اللہ کا حصہ، نبی کریم ﷺ کا حصہ، آپؐ کے عزیز واقارب کا حصہ، یتامیٰ، مساکین اور مسافروں کا حصہ ادا کیا جاتا تھا۔اللہ کریم کا حصہ اُس کے گھر یعنی بیت اللہ کے لیے خاص ہوتا اور وہ کسی اور مصرف میں خرچ نہیں ہوتا تھا۔ایک حصہ رسول کریم ﷺ کا رکھا گیا ہے۔خمس میں سے آپؐ کے حصے کے ساتھ آپؐ کے قرابتداروں کا حصہ

بھی رکھا گیا اور نبی کریمﷺ قرابت داروں کا حصہ بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ نبی کریمﷺ مال غنیمت کا خمس نکال کر باقی چار حصے مجاہدین اور فوجیوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ آپؐ کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مصارف میں کسی کو کمی یا زیادتی کرنے کا حق نہیں ہے۔ جہاں تک نبی کریمﷺ کا کچھ صحابہ کو طے شدہ حصہ سے زیادہ عطا کرنے کا معاملہ ہے تو وہ آپﷺ کا ذاتی امتیاز (حقِ صفی) ہے، یہ دیگر خصائصِ نبوی کی طرح رسول اللہﷺ کی خصوصی حیثیت اور امتیاز ہے[65] جیسے رسول اللہﷺ نے غزوہ حنین سے حاصل شدہ غنیمتیں تقسیم فرمائیں تو اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن کو سو سو اونٹ دیے[66]۔ بنو نضیر کے کھیتوں اور باغات کی جب تقسیم ہوئی تو انصار کے صرف دو افراد کو غریب ہونے کی وجہ سے اس مال غنیمت یا فئے میں سے حصہ ملا تھا کیونکہ وہ اپنے باغات نہیں رکھتے تھے باقی سب کا سب مہاجرین میں ہی تقسیم ہوا تھا[67]۔ مال غنیمت میں سے غلاموں کا حصہ مقرر تو نہیں ہے البتہ نبی کریمﷺ نے غلاموں کو ویسے کچھ سامان عطا کر دیتے جیسے حضرت عمیرؓ کو غنائم خیبر میں سے عطا فرمایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی واحوالہ جات

[1]۔ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، **کتاب الخراج** (بیروت: دار المعرفۃ، 1418ھ)، 215.

Abū Yūsuf Yʿaqūb Bin Ibrāhīm,Kitāb Al-Khirāj(Beīrūt:Dār Al-Mʿarifa,1418AH),215.

[2]۔ اسماعیل بن عمر ابن کثیر، **السیرۃ النبویۃ** (بیروت: دار المعرفۃ، 1976م)، 469/2.

Ismāʿīl Bin Umar Ibn Kathīr,Al-Sīra Al-Nabawiyya(Beīrūt:Dār Al-Maʿrifa,1976),2:469.

[3]۔ الانفال، 41:08.

Al-Anfāl, 08:41.

[4]۔ محمد بن یزید ابن ماجہ، **سنن ابن ماجہ** (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2007ء)، رقم: 2848.

Muḥammad Bin Yazīd Ibn Māja,Sunan Ibn Māja(Lahore:Maktaba Rahmāniya,2007),No:2848.

[5]۔ واقدی، **مغازی**، 681/2.

Wāqdī, Maghāzī, 2:681.

[6]۔ ابو داؤد سلیمان بن الاشعث، **سنن ابو داؤد** (بیروت: المکتبۃ العصریۃ، س۔ن)، رقم: 2721.

Abū Dā’ūd Sulaīmān Bin Al-Ashʿath,Sunan Abū Da’ūd(Beīrūt:Al-Maktaba Al-Aṣriyya,n.d.),No:2721.

[7]۔ محمد بن اسماعیل البخاری، **صحیح بخاری**(دار طوق النجاۃ،1422ھ)، رقم:3142.

Muḥammad Bin Ismaʿīl Al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī, 3142.

[8]۔ عبداللہ بن محمد ابن ابی شیبہ، **المصنف**(الریاض: مکتبۃ الرشد1409ھ)، رقم:33085.

`abdullāh Bin Muḥammad Ibn Abī Sheība,Al-Muṣannaf (Al-Riyaḍ:Maktaba Al-Rushad,1409AH), 33085.

[9]۔ ابو عبید، **الاموال**، 389/1، رقم:779.

Abū `ubaīd, Al-Amwāl, 1:389, No:779.

[10]۔ واقدی، **مغازی**، 504/2.

Wāqdī, Maghāzī, 2:504.

[11]۔ ابن ابی شیبہ، **المصنف**، 379/7، رقم:36823.

Ibn Abī Sheība, Al-Muṣannaf,07:379, No: 36823.

[12]۔ محمد بن یوسف الصالحہ، **سبل الہدیٰ والرشاد**(بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1993م)، 126/5.

Muḥammad Bin Yūsuf Al-Ṣālḥī,Subul Al-Ḥudā Warrishād(Beīrūt:Dar Al-Kutab Al-Ilmiya,1993), 5:126.

[13]۔ واقدی، **مغازی**، 657/2.

Wāqdī, Maghāzī, 2:657.

[14]۔ **سبل الہدیٰ**، 126/5.

Subul Al-Ḥudā, 5:126.

[15]۔ السیرۃ الحلبیہ، 57/3.

Al-Sīrah Al-Ḥalbiya, 3:57.

[16]۔ ابو عبید، **الاموال**، 389/1، رقم:778

Abū `ubaīd, Al-Amwāl, 1:389, No:778.

[17]۔البیہقی،**دلائل النبوۃ**،150/5.

Al-Baīhqī, Dalā'il Al-Nubuwwa, 5:150.

[18]۔حمید بن مخلد ابن زنجویہ، **کتاب الاموال**(الریاض: مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الاسلامیۃ،1406ھ)، 686/2،رقم:1153.

Ḥamīd Bin Makhlad Ibn Zanjawaīh,Kitāb Al-Amwāl(Al-Riyaḍ:Markaz Al Malik Faīṣal Lilbuḥūth Wal-Dirāsāt Al-Islāmiyya,1406AH), 2:686, No:1153.

[19]۔ابن سعد،**الطبقات الکبریٰ**،384/3؛البیہقی،**دلائل النبوۃ**،150/5.

Ibn e Sa`d, Al- Ṭabqāt Al-Kubrā, 3:384;Al-Baīhqī, Dalā'il Al-Nubuwwa, 5:150.

[20]۔**سنن ابو داؤد**،رقم:2719.

Sunan Abū Da'ūd, No:2719.

[21]۔**الاسراء**،79:17.

Al-Isrā', 17:79.

[22]۔**سنن ابو داؤد**،رقم:2743.

Sunan Abū Da'ūd, No:2743.

[23]۔ابن سعد،**الطبقات الکبریٰ**،109/4.

Ibn e Sa`d, Al- Ṭabqāt Al-Kubrā, 4:109.

[24]۔محمد بن عبد الباقی الزرقانی، **شرح الزرقانی**(دار الکتب العلمیہ،1996م)،370/3.

Muḥammad Bin Abdul Bāqī Al-Zarqānī,Sharah Al-Zarqānī, 3:370.

[25]۔**سنن ابو داؤد**،رقم:2745.

Sunan Abū Da'ūd, No:2745.

[26]۔ **صحیح بخاری**،رقم:4338؛**عیون الاثر**،207/2.

Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī, 4338; `uyūn Al-Athar.

[27]۔ابن آدم،**الخراج**،36.

Ibn Ādam,Al-Khirāj,36.

[28]۔ **سنن ابوداؤد**،رقم:448.

Sunan Abū Da’ūd, No:448.

[29]۔ابن ہشام،**السیرۃ النبویہ**،2/492.

Ibn e Hishām, Al-Sīrah Al-Nabawiya, 2:492.

[30]۔ **صحیح بخاری**،رقم:2821.

Ṣaḥīḥ Bukhārī, 2821.

[31]۔ابویوسف، **کتاب الخراج**،214.

Abū Yūsuf , Kitāb Al-Khirāj, 214.

[32]۔ **سبل الہدیٰ**،5/326.

Subul Al-Ḥudā, 5:326.

[33]۔ابن کثیر،**البدایۃ والنہایۃ**،7/26؛**عیون الاثر**،2/258.

Ibn e Kathīr, Al-Bidāya, 7:26; `uyūn Al-Athar, 2:258.

[34]۔ابن سعد،**الطبقات الکبریٰ**،2/115.

Ibn e Sa`d, Al- Ṭabqāt Al-Kubrā, 2:115.

[35]۔ **صحیح مسلم**،رقم:1775؛**سبل الہدیٰ**،5/326.

Ṣaḥīḥ Muslim, No:1775; Subul Al-Ḥudā, 5:326.

[36]۔**الانفال**،08:41.

Al-Anfāl, 08:41.

[37]۔ابوعبید،**الاموال**،1/408،رقم:835.

Abū `ubaīd, Al-Amwāl, 1:408, No:835.

[38]۔ابوعبید،**الاموال**،1/408،رقم:836.

Abū `ubaīd, Al-Amwāl, 1:408, No:836.

[39]۔بلاذری،**انساب الاشراف**،1/366.

Balaẓarī, Ansāb Al-Ashrāf, 1:366.

[40]۔ابن زنجویہ، **کتاب الاموال**،1278/3،رقم:03.

Ibn Zanjawaīh,Kitāb Al-Amwāl, 3:1278, No:03.

[41]۔ **صحیح بخاری**،رقم:4229.

Ṣaḥīḥ Bukhārī, 4229.

[42]۔واقدی، **مغازی**،696/2.

Wāqdī, Maghāzī, 2:696.

[43]۔بلاذری، **انساب الاشراف**،352/1.

Balaẓarī, Ansāb Al-Ashrāf, 1:352.

[44]۔ابو عبید، **الاموال**،406/1.

Abū `ubaīd, Al-Amwāl, 1:406.

[45]۔ابو عبید، **الاموال**،183/1.

Abū `ubaīd, Al-Amwāl, 1:183.

[46]۔احمد بن یحی البلاذری، **فتوح البلدان** (بیروت: دار ومکتبۃ الھلال،1412ھ)،29.

Aḥmad Bin Yaḥyā Al-Baladharī,Futūḥ Al-Buldān(Beīrūt:Dār Maktaba Al-Hilāl,1412AH), 29.

[47]۔ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**،229/4.

Ibn e Sa`d, Al- Ṭabqāt Al-Kubrā, 4:229.

[48]۔سلیمان بن احمد الطبرانی، **المعجم الصغیر** (مصر: مکتبۃ ابن تیمیہ، الثانی، س۔ن)،248.

Suleīmān Bin Aḥmad Al-Tabrānī,Al-Muʿjam Al-Ṣaghīr(Egypt:Maktaba Ibn Teīmiyya,n.d.), 248,

[49]۔ابن قیم، **زادالمعاد**،424.

Ibn e Qayyam, Zād Al-Ma`ād, 424.

50۔ابن کثیر،البدایۃ والنہایۃ، 168/6.

Ibn e Kathīr, Al-Bidāya, 6:168.

51۔بلاذری، فتوح البلدان،34.

Baladharī,Futūḥ Al-Buldān, 34.

52۔ سنن ابوداؤد، رقم:448.

Sunan Abū Da’ūd, No:448.

53۔ابویوسف، کتاب الخراج،28.

Abū Yūsuf , Kitāb Al-Khirāj, 28.

54۔ابویوسف، کتاب الخراج،28.

Abū Yūsuf , Kitāb Al-Khirāj, 28.

55۔ابن حزم، جوامع السیرۃ،206.

Ibn e Ḥazam, Jawāmi` Al-Sīrah, 206.

56۔نووی، شرح مسلم،83/12.

Nawawī, Sharaḥ Muslim, 12:83.

57۔ سنن ابوداؤد، رقم:3015.

Sunan Abū Da’ūd, No:3015.

58۔ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، 80/2.

Ibn e Sa`d, Al- Ṭabqāt Al-Kubrā, 2:80.

59۔ صحیح بخاری، رقم:2813.

Ṣaḥīḥ Bukhārī, 2813.

60۔ابن قیم، زادالمعاد،423.

Ibn e Qayyam, Zād Al-Ma`ād, 423.

61۔ سنن ابوداؤد، رقم:2736.

Sunan Abū Da’ūd, No:2736.

62۔ابن زنجویہ، کتاب الاموال،542/2، رقم:889.

Ibn Zanjawaīh,Kitāb Al-Amwāl, 2:542, No:889.

63ـ ابوعبید،الاموال،432/1،رقم:882.

Abū `ubaīd, Al-Amwāl, 1:432, No:882.

64ـ ابویوسف، کتاب الخراج،217.

Abū Yūsuf , Kitāb Al-Khirāj, 217.

65ـ ابوعبید،الاموال،406/1. Abū `ubaīd, Al-Amwāl, 1:406.

66ـ ابوعبید،الاموال،183/1. Abū `ubaīd, Al-Amwāl, 1:183.

67ـ بلاذری، فتوح البلدان،29.

Baladharī,Futūḥ Al-Buldān, 29.